پروفیسر غلام رسول عدیم

اے پناہ من و پناہ ہمہ

خالق کائنات نے انسان کو طبعاً کمزور پیدا کیا ہے۔خلق الانسان ضعیفا (۲۸ ر ۴) لہٰذا یہ ایک فطری امر ہے کہ وہ بے سہارا نہیں رہ سکتا اسے کسی ایسی پناہ گاہ کی ضرورت ہے جو اس کی سراپا احتیاج زندگی کو آسرا مہیا کرے اس مادی دنیا میں وہ کتنا ہی جلوت گریز اور خلوت گزیں کیوں نہ ہو تنہا نہیں رہ سکتا۔ اس کی نفسیاتی بالیدگی تقاضا کرتی ہے کہ وہ گروہی و معاشرتی زندگی اختیار کرے۔ جس کا منطقی نتیجہ یہ ہو گا وہ دوسروں پر تکیہ کرے گا کہ وہ اپنی مادی و روحانی 'داخلی و خارجی حاجتوں میں خود کفیل نہیں اپنی اسی کمزوری کی بنا پر وہ سہارے تلاش کرتا ہے۔

نسل انسانی کا ایک گروہ وہ ہے جو زندگی کے محض مادی پہلو سے سروکار رکھتا ہے۔ وہ زر اندوزی میں آسودگی تلاش کرتا ہے۔ آسائشات حیات کو باعث طمانیت خیال کر کے اپنی پوری توانائیاں زر پرستی کی نذر کر دیتا ہے۔ وہ اسے قاضی الحاجات جان کر پکار اٹھتا ہے۔" اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا قاضی الحاجاتی۔" اور نوبت الھکم التکاثر تک آپہنچتی ہے۔ پھر تادم مرگ پناہ جوئی تو رہتی ہے مگر نا آسودگی نہیں جاتی

ایک دوسرا گروہ علم و ادب کی دنیا میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔ تحقیق و جستجو اس کا مطمح نگاہ اور انکشافات و اکتشافات اس کی زندگی کی معراج ہوتی ہیں۔ یہ علماء و ادبا کا گروپ ہے۔ یہ گروہ بھی آخر تک اضطراب مدام اور تپش ناتمام کا شکار رہتا ہے۔

ع   علم کی انتہا ہے بے تابی'

ایک طائفہ وہ ہے جو

ع بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کو مقصد حیات بناکر ہر چیز کو اپی کیورین Epicurian زاویہ نگاہ سے دیکھنے کا عادی ہے۔ یہ طبقہ جسمانی لذت سے آگے کچھ دیکھ ہی نہیں سکتا۔ شراب نوشی' ذہنی عیاشی' جنسی تلذذ اور محض جسمانی لذتیت سے اپنے آپ کو قعرِہلاکت میں گرا دیتا ہے۔

ع پی شراب تے کھا کباب ہیٹھ بال ہڈاں دی اگ

ایک گروہ وہ ہے جو فکری بلندیوں پر پرواز کرتا ہے اور نظریاتی رفعتوں میں ہم دوش ثریا ہوتا ہے۔ رہتا زمین پر ہے مگر باتیں آسمان کی کرتا ہے۔ ذہنی قلابازیوں میں الجھا ہوا یہ فلاسفہ عالم کا گروہ ہے۔ یہ وہ گروہ ہے جو تصورات و مجردات کی دنیا میں گم اکثر بے گانہ' عمل ہوتا ہے۔

ع نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں

شاعروں کا گروہ اپنے تخیل کی وادیوں میں گم ہو کر آسودگی کے پہلو تلاش کرتا ہے۔ کبھی آسمان کے تارے توڑتا ہے تو کبھی اپنے ہی آپ سے بیگانگی کا اظہار کرتا ہے۔

گہے برطارم اعلیٰ نشینیم
گہے برپشت پائے خود نبینیم

ایک زمرہ اقتدار کی سرمستیوں میں پناہ ڈھونڈنے والوں کا ہے اسے اپنے آپ پر قابو ہو نہ ہو دوسروں پر کنٹرول رکھنے کی فکر میں ہر وقت غلطاں و پیچاں رہتا ہے۔ یہ وہ طبقہ جس نے تاریخ انسانی میں بارہا انقلاب بھی پیدا کئے مگر اس کے دنوں کی تپش کو شبوں کا گداز نہ مل سکا۔ اس طبقے کے اکثر افراد جاتے وقت دنیا کیلئے عبرت کے رقت خیز مرقعے چھوڑ گئے۔

ایک بہت بڑا طائفہ وہ ہے جو شخصیت پرستی میں پناہ تلاش کرتا ہے۔ شخصیت سیاسی ہو یا علمی' ادبی ہو یا روحانی۔ تاریخ انسانی میں کئی بار اس طبقے کی وجہ سے انسان سہارے تلاش کرتا کرتا کلیتہ" بے سہارا ہو گیا۔ سینکڑوں پناہیں چاہیں مگر پناہ پھر بھی نہ ملی اس پناہ طلبی کے ڈانڈے شرک و بت پرستی سے جاملے۔ ایک گروہ مذہب و تصوف میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔ یہ ان مقدس روحوں کا گروہ ہے جو مادی علائق سے واجبی تعلق

رکھتے ہوئے آسمانی ہدایت پر نظریں جمائے رہتے ہیں۔ ان میں کچھ وہ ہیں جو اپنے پیشواؤں، مقتداؤں اور نبیوں کے اعمال ظاہری کو بنیاد بنا کر فکر و نظر میں تبدیلی کے متمنی ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو اس بات کے قائل ہیں۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ دل وا کرے کوئی

اول الذکر علماء و فقہا کی جماعت ہے اور ثانی الذکر صوفیا و فقرا کی، جو خود بھی تزکیہ نفس کرتے ہیں اور دوسروں کے تصفیہ باطن کے لیے بھی فکر مند رہتے ہیں۔ ان کے متبعین میں بعض انتہا پسند منزل مقصود سے بے نیاز ہو کر رستے میں ہی اس قدر کھو جاتے ہیں کہ اصلی کی بجائے ثانوی اور ضمنی پناہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ آخر بے یقینی و بے اعتمادی کا شکار ہو کر بے آسرا ہو جاتے ہیں۔ نتیجتہ" در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔

انسانی زندگی کی یہ تمام راہیں پناہ گاہ کی تلاش کی راہیں ہیں چونکہ انسان خلقتا" کمزور واقع ہوا ہے اس کی نفسیات تقاضا کرتی ہے کہ وہ کوئی پناہ کا پہلو تلاش کرے لہذا پناہ لینا اس کی فطری احتیاج ہے۔ ضرورت اس امر کی نہیں کہ اسے پناہ ڈھونڈنے سے باز رکھا جائے کیونکہ وہ پناہ لینے پر جبلی طور پر مجبور ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی صحیح سمت میں رہنمائی کی جائے تاکہ وہ ایسی پناہ تلاش کرے جس سے اسے حقیقی آسودگی میسر آ سکے۔ وہ ایسی پناہ ڈھونڈے جس کے بعد اسے کوئی اور سہارا تلاش ہی نہ کرنا پڑے۔ شاعر نے خیال آفرینی کرتے ہوئے کیا خوب کہا۔

جہاں بھی جاؤں تعاقب میں ہیں مسائل زیست
پناہ صرف ترے حسن بے پناہ میں ہے

حقیقت بھی یہ ہے کہ پناہ اسی حسن بے پناہ میں ہے۔ جو ہر آنکھ کا نور اور ہر دل کا سرور ہے جس کے در کے علاوہ کہیں آسودگی نہیں۔ جو سمیع ہے تو ایسا کہ ان کہی بھی سن لیتا ہے، علیم ہے تو اس انداز کا کہ مافی الصدور تک کو جانتا ہے، قدیر ہے تو اس طرح کا کہ کن فیکون اس کی بے انتہا و لا محدود قدرت کا ادنی کرشمہ ہے اور

قہار ہے تو اس شان کا کہ خود ساختہ جبروت کا مدعی فرعون بھی ڈوبنے لگتا ہے تو انا من المسلمین پکار اٹھتا ہے۔ اس کی جباری کا ایک معمولی مظہر انسانی موت ہے۔

موت نے کر دیا مجبور وگرنہ انساں
تھا وہ خودبین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

موت آنے پر ہر دوا زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہے ہر طبیب بے مہارت اور ہر تعویذ گنڈا بے فائدہ ہو کے رہ جاتا ہے۔

واذا المنیتہ انشبت اظلفارھا
الفیت کل تمیمتہ لا تنفع

اپنی صفت عدل پر آئے تو ذرے ذرے کا حساب لے لے۔ اور مالکیت و رحمت کا اظہار کرے تو اپنے بے پایاں فضل و کرم سے عصیاں زدہ سیاہ کاروں کو باغ بہشت کی نعمتوں سے مالا مال کر دے۔

لہٰذا جب اپنی ناتوانیوں کی وجہ سے پناہ تلاش کرنا ہی ہے تو کیوں نہ وہ پناہ تلاش کی جائے جس کے بعد نہ بیم حشر رہے اور نہ حزن ماضی مرحوم۔ دل کو ایسی طمانینت حاصل ہو گویا وہ ہر طرح کے خطرات سے قلعہ بند ہو گیا ہے۔

حق یہ ہے اصل پناہ ہے تو اسی ایک ذات کا' سہارا ہے تو اسی کا' آسرا ہے تو اسی کا۔ پھر جب اس پر کوئی بھروسا کر لیتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اسے کوئی دوسرا دروازہ کھٹکھٹانا ہی نہیں پڑتا و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ یہی وہ پناہ ہے جس سے دل قرار پکڑتے ہیں۔ یہی وہ حقیقی مامن ہے جس کے بعد کوئی کھٹکا نہیں رہتا اور یہی وہ حصار ہے جس میں آکر انسان ہر خلجان سے بے پروا اور ہر خطرے سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔(۲۸ ر ۱۳) (خبردار دل ذکر الٰہی ہی سے تسکین پاتے ہیں) کیا سچ کہا ہے طوطی ہند خسرو شیریں مقال نے

اے الہ من و الہ ہمہ
کرم تست عذر خواہ ہمہ
خسرو از تو پناہ می جوید
اے پناہ من و پناہ ہمہ